

محبوبانِ خدا سے استعانت کا
نورانی گلدستہ



محمد ظفر نورانی

از قلم

انجمن غلامانِ مصطفیٰ ﷺ سراجِ پاک شامہ روناؤن لاہور

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

مسلک اہل سنت و جماعت کی پہچان پر ایک علمی تحریر

محبوبانِ خدا سے استعانت کا

نورانی گلدستہ



از قلم

محمد ظفر نورانی

نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر 40 لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مولای صل وسلم دائماً

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

ومن تکن برسول الله نصرته

ان تلقه الاسد فی اجامہاتجم

(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں)

نام کتاب----- محبوبانِ خدا سے استعانت کا "نورانی گلدستہ"

مؤلف----- محمد ظفر نورانی

صفحات-----40

کمپوزنگ----- نورانی کمپوزنگ سنٹر 0302 4222092

سرورق----- سی، ایم، وائے، کے پرنٹرز شاہدرہ

پروف ریڈنگ----- مولانا سید سلیم شاہ صاحب، مولانا حبیب الدین صاحب

اشاعت----- 10 محرم 1431ھ مطابق 28 دسمبر 2009ء

تعداد----- ایک ہزار

ناشر----- نظامیہ کتاب گھرنہ بیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

ملنے کا پتہ: نظامیہ کتاب گھرنہ بیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور۔ شبیر برادرز 40 اردو بازار لاہور
مکتبہ اہل سنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
جامعہ غوثیہ معینیہ برہنہ مکتبہ توحید پشاور۔ دارالعلوم تعلیم القرآن والحدیث موزکوشٹ چترال
دارالعلوم فیسیہ دنگیر کالونی فیڈرل بی ایریا کراچی (قاری بہادر خان صاحب چترالوی)
افضل نیوز ایجنسی چترال۔

جامع مسجد عثمان غنی ہالیم چترال (قاری عطاء اللہ صاحب۔ حافظ نور عزیٰز احمد صاحب)

”ناشرین“

انجمن غلامانِ مصطفیٰ علیہ السلام سراج پارک شاہدرہ ٹاؤن لاہور جامع مسجد جمال مصطفیٰ علیہ السلام

سراج پارک شاہدرہ ٹاؤن لاہور

انتساب

امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، شیخ الاسلام و المسلمین

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت، عظیم البرکت،

مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی

نور اللہ مرقدہ الشریف

امام اہل سنت، قائد اہل سنت، الحافظ، القاری، العلامہ،

الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

اور

مفتی اعظم پاکستان، استاذ العلماء

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاری رحمۃ اللہ علیہ

شہید پاکستان، مفتی اعظم پاکستان،

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی قدس سرہ العزیز

”سوئے من نظر کن“

محترم قارئین کرام!

میرا تعلق ضلع چترال سے ہے، ضلع چترال پاکستان کا خوبصورت ترین علاقہ ہے، جہاں کے لوگ بڑے مہذب، مہمان نواز، خوش اخلاق، اور محبت وطن ہیں۔ اور مذہبی لحاظ سے بھی عبادت گزار، صوم و صلوٰۃ کے پابند، سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے، ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، اور اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے اللہ کے مقبول بندوں کے کمالات و کرامات کے قائل ہیں۔ اولیاء کرام کے مزارات شریفہ کا احترام کرنا، مزارات شریفہ پر حاضری دینا، ان کے مزارات شریفہ سے فیض حاصل کرنا، اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو مشکل کشاء، حاجت رواء، دفع البلاء ماننے والے ہیں۔ چترال کے بیشتر علاقوں میں اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم کے مزارات شریفہ ہیں۔

میرے گاؤں ”سورلا سپور“ میں بھی اخوندادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے، اور ”دہ“ (محلہ کا نام ہے) کی مسجد کے بارے میں بھی یہ مشہور ہے کہ اس مسجد میں اللہ کا ولی ہے۔ مسجد کا متولی مرحوم اور دیگر حضرات نے کئی بار ولی کی زیارت کی ہے۔ سورلا سپور میں اخوندادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت بہت مشہور ہے

کہ ان کی مزار شریف سے مٹی لے جا کر بیمار جانوروں کو کھلانے سے جانوروں کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔

مگر اب کچھ عناصر اس کو شرک و بدعت قرار دیتے ہوئے مزارات شریفہ پر جانے سے روکتے ہیں اور اس کو ”بریلوی عقیدہ“ کا نام دیتے ہیں۔ اور مولیٰ علی کہنے والوں کو مشرک و بدعتی کہتے ہیں۔ اور اپنے کفریات کو چھپانے کے لیے مسلک حق اہل سنت و جماعت سنی حنفی بریلوی حضرات پر بہتان عظیم لگاتے ہیں کہ بریلوی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، قبر والوں کو خدا سمجھتے ہیں۔

محترم قارئین کرام! یہ سراسر جھوٹ ہے اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے علماء اہل سنت و جماعت (بریلوی) کی کسی ایک کتاب سے بھی یہ ثابت نہیں کر سکتے۔

مزارات اولیاء کرام کا احترام کرنا، ان پر حاضری دینا اور اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے اللہ کے مقبول بندوں کا مشکل کشاء، حاجت رواء، دافع البلاء ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ اپنے بعض صفات اپنے بندوں کو بھی عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ ان صفات سے ذاتی طور پر متصف ہے اور اس کے بندے عطائی طور متصف ہیں۔ اس مضمون و قرآن و حدیث، علماء کرام اور اولیاء عظام کے اقوال سے سمجھنے کے لیے اس کتاب کا بغور مطالعہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آخر میں، میں اراکین انجمن غلامانِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہم جامع مسجد جمالِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہم

کی انتظامیہ، خصوصاً انجمن کے نائب صدر جناب شوکت علی صاحب (ایڈمن آفیسر آف پنجاب یونیورسٹی لاہور) حاجی محمد شریف صاحب (سرپرست اعلیٰ انجمن غلامانِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہم) غففر علی خان صاحب، جناب اعجاز صاحب (اعجاز پیپر مارت کراچی پلازہ اردو بازار لاہور) جناب میاں بابر صاحب (الفجر پیکر آبکاری روڈ نیو اتار کلی لاہور) جناب کرامت علی بھٹی صاحب (ایس، ایچ، او) کے صاحبزادہ، شعیب بھائی اور قاری محمد داؤد صاحب چترالوی (نظامیہ کتاب گھرز بیدہ سنٹر 40 لاہور) کے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تعاون و مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو رزق حلال، صدق قال، حسن افعال، خشیت الہی، عشقِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہم اور دین حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناکارہ خلائق

محمد ظفر نورانی، چترالوی

صدر انجمن غلامانِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہم جامع مسجد جمالِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہم لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رحمة للعالمين سيدنا
ومولانا وحبيبنا محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين وعلى صحابته
الصدیقین الکاملین وعلى اولیاء امتہ وعلماء اہلسنة من الفقهاء
المجتہدین والمحدثین والمفسرین اجمعین۔ اما بعد

ولی ملی ولایۃ کا معنی ہے، حاکم مقرر کرنا، متصرف ہونا، مدد دینا،

والی والی و مولایۃ، دوستی کرنا، مدد کرنا۔ اللہ دلیک، اللہ تیرا حافظ و نگہبان ہے،
(یعنی اللہ تیرا مددگار ہے) (انجیل)

معلوم ہوا ولی کا معنی مددگار بھی ہے، دوست بھی ہے۔

مدد طلب کرنے کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا (۲) غیر اللہ سے مدد طلب کرنا

اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے، اس میں کیا کلام؟ کیونکہ
جو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کا قائل نہ ہو تو وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ حقیقی، ذاتی مدد
کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اب رہ گیا غیر اللہ یعنی اللہ کے سوا دوسروں سے مدد
طلب کرنا، اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

(۱) ایک صورت یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو خدا ہی طرح ذاتی
قدرت والا اور حقیقی مددگار سمجھتے ہوئے اسے مدد مانگی جائے کہ وہ اپنی ذاتی طاقت

و قدرت سے اور اپنے ذاتی حکم و اذن سے ہماری مدد کرتا ہے، یا کر سکتا ہے۔ اس طرح
غیر اللہ سے مدد مانگنا کھلا شرک ہے، کیونکہ یہ عقیدہ رکھنے سے غیر اللہ، غیر اللہ نہ رہا بلکہ
اللہ کا شریک بن گیا، تو غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنانا شرک ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو یہ سمجھ کر اس سے مدد
مانگی جائے کہ یہ خدا ہی کا بندہ ہے اور اس کی مخلوق ہے اور وہ خدا ہی کی بخشی ہوئی
طاقت اور خدا ہی کے حکم سے ہماری مدد کر سکتا ہے، بس ندانے اس کو ہماری مدد فرمانے
کا ایک وسیلہ بنا دیا ہے تو یہ غیر اللہ سے مدد مانگنے کی وہ صورت ہے کہ اس کو کوئی بھی
نا جائز نہیں کہہ سکتا۔ مندرجہ ذیل دلائل اسی صورت کی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرمانا ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (البقرہ: ۱۷۷)

اللہ ایمان والوں کا ولی ہے، انہیں اندھیروں سے نکلنے کی طرف نکالتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں بلند و بالا کرم و تعالیٰ کیا ہے، اللہ

وَلِیّ، اللہ ولی ہے۔

تو ثابت ہوا کہ "ولی" اللہ کا وصف ہے، ولی ہونا بھی اس کی صفت ہے، اللہ تعالیٰ
نے اپنے بعض اوصاف اپنے بندوں کو عطا فرمائے ہیں، وہ ان سے ذاتی طور پر
متصف ہے اور اس کے بندے عطا کی طور پر متصف ہیں، ولی خدا کا وصف ہے (ولی
کی جمع اولیاء ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وصف اپنے بندوں کو بھی عطا فرمایا ہے، قرآن

مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا۔

”إِنَّا أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“ (پارہ: ۱۱، سورہ یس، آیت ۶۲)
”سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم“

اللہ بھی ولی ہے اور اس کے بندے بھی ولی ہیں، ایک ہی وصف اللہ کے لیے بھی ثابت ہے اور بندوں کے لیے بھی ثابت ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ
الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (پارہ: ۶، سورہ اہلآئہ، آیت ۵۵)

تمہارا ولی (مددگار، دوست) اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اللہ بھی ولی ہے اور اس کا رسول بھی ولی ہے اور نیک صالح مومن بھی ولی ہیں، اور ولی کا معنی مددگار ہے۔

یعنی اللہ بھی مددگار اس کا رسول بھی مددگار اور مومن بھی مددگار ہیں، لہذا اللہ کے سوا کسی اور کو مددگار، مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلاء اور مولیٰ ماننا شرک نہیں ہے ورنہ بیسویں آیات اور صحیح احادیث کا انکار لازم آئے گا۔ اللہ کے بندے بعض صفات الہی کے مظہر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی بعض صفات کا مظہر بناتا ہے۔

☆ دوسری صفت:

أَكَلَهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا۔ (پارہ: ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۷)

یہاں پر اللہ نے اپنے بندوں کو مومن فرمایا ہے کہ میں مومنوں کا ولی ہوں۔

قرآن کے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”الْمُؤْمِنُ الْمُتَّخِذُ الْعَزِيزُ الْعَبَّارُ الْمُتَّخِذُ“ (پارہ: ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۲۳)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا، مومن تو میں ہوں، اللہ فرماتا ہے: المؤمن، مومن وہ (اللہ) ہے، اللہ بھی مومن ہے اور اللہ کے بندے بھی مومن ہیں، لیکن اپنے آپ کو مومن کہنے سے شرک نہیں ہوگا کیوں؟ ہر ایک کو پتہ ہے کہ اللہ مومن اور لحاظ سے ہے اور ہم مومن اور لحاظ سے ہیں، اللہ ذاتی طور پر مومن ہے اللہ کو کسی نے مومن بنایا نہیں اور ہم مومن ہیں تو اس کی عطا سے مومن ہیں۔

☆ تیسری صفت:

أَكَلَهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (پارہ: ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۷)

اللہ ایمان والوں کا ولی ہے، انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ ”يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ“ اندھیروں سے روشنی کی طرف لانا خدا کی صفت ہے۔ لوگ کفر کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمایا، لہذا کفر کی دادیوں سے ایمان کی جنت میں لانا اللہ کا کام ہے۔ قرآن مجید کے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ“

(پارہ: ۱۳، سورہ ابراہیم، آیت ۵)

اور تحقیق ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی آیات دے کے بھیجا ہے، کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالو۔ بھیجے کا مقصد کیا ہے؟ ”ان اخْرِج قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ“ کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالو۔ ایک ہی صفت اللہ کے لیے بھی ثابت ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہے، اللہ بھی لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لاتا ہے، اور اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لاتے ہیں، صفت ایک ہی ہے مگر شرک نہیں ہے کیونکہ اللہ کے لیے ذاتی طور پر ثابت ہے، بندے کے لیے عطائی طور پر ثابت ہے۔ یہی صفت ہمارے آقا و مولیٰ حضور پر نور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے بھی ثابت ہے۔ ”قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”الرَّحْمَنُ أَنْزَلَ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ“

(پارہ: ۱۳، سورہ ابراہیم، آیت ۱)

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالو۔

ایک ہی وصف اللہ تعالیٰ نے اپنا بیان کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی بیان کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی بیان کیا۔

☆ چوتھی صفت:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

”إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَءَوُّفٌ رَحِيمٌ“ (پارہ: ۲، سورہ بقرہ، آیت ۱۴۳)

”إِنَّهُمْ لَوُفُّ رَحِيمٌ“ (پارہ: ۱۱، سورہ قہ، آیت ۱۱۷)

بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤف، رحیم ہے۔

رؤف، رحیم یہ دونوں خدا کی صفت ہیں۔

قرآن مجید کے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ“ (پارہ: ۱۱، سورہ قہ، آیت ۱۲۸)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول، پر تمہارا مشقت

میں پڑتا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر رؤف، رحیم

(کمال مہربان مہربان)۔

اللہ تعالیٰ بھی رؤف ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رؤف ہیں، اللہ بھی

رحیم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی رحیم ہیں دونوں قرآن مجید کی آیات ہیں،

لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو رؤف، رحیم ماننا شرک نہیں ہے

بلکہ عین ایمان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر رؤف، رحیم ہے اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم عطائی طور پر رؤف، رحیم ہیں۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم..... دو کریموں میں گنہگار کی بن آئی ہے

☆ پانچویں صفت:

”وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا أَمْمَاقًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَيِّنُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ“ (پارہ: ۱۸، سورہ نور، آیت ۲۱)

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی ستھرا نہ ہو سکتا، ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

”وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنِ يَشَاءُ“ اللہ جسے چاہتا ہے ستھرا کر دیتا ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ دلوں کو مطہر بنا دینا، دل پر سے غفلت کے پردے دور کرو دینا، اس سے شیطان کی نحوست ختم کر دینا ”تزکیہ“ کرنا خدا کا کام ہے، یہ خدا کی صفت ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ“ (پارہ: ۱۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

اب دیکھئے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب بیان فرماتا ہے ”یتلو علیہم آیتہ ویزکیہم“ فرمایا: اے محبوب ہم نے تمہیں بھیجا ہی اس واسطے ہے کہ قرآن پڑھتے جاؤ لوگوں کے دلوں کو صاف کرتے جاؤ۔ پہلی آیت مہار کہ میں ”تزکیہ“ اللہ نے اپنی جانب منسوب کیا ”میں مذکی ہوں“ دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا، محبوب تمہیں بھیجا ہی بس اس واسطے ہے ”یزکیہم“ کہ آپ ان کے دلوں کا ”تزکیہ“ فرمادیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں جو صفت ادھر مانی جاتی ہے اگر وہی صفت کسی لحاظ سے بھی ادھر مانی جائے گی تو شرک ہو جائے گا۔ مگر قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ ”تزکیہ“ دینے والا خدا ہے اور ”تزکیہ“ دینے والے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ اس کے باوجود شرک نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر مذکی ہے اور حضور پر نور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کی طور پر مذکی ہیں۔

☆ چھٹی صفت:

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ حنیف اور علیم خدا کی صفت ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کو حنیف و علیم کہا گیا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ کی مخلوق کو بھی حنیف و علیم کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ

(پارہ: ۱۳، سورہ الرعد، آیت ۱۱)

آدی کے لیے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے، کہ بحکم اللہ اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم..... دو کریموں میں گنہگار کی بن آئی ہے

☆ پانچویں صفت:

”وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَاكَ مِنْكُمْ مَنْ أَحَدًا أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ“ (پارہ: ۱۸، سورہ نور، آیت ۲۱)

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی ستھرا نہ ہو سکتا، ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

”وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ“ اللہ جسے چاہتا ہے ستھرا کر دیتا ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ دلوں کو مطہر بنا دیتا، دل پر سے غفلت کے پردے دور کر دیتا، اس سے شیطان کی نحوست ختم کر دیتا ”تزکیہ“ کرنا خدا کا کام ہے، یہ خدائی صفت ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ“ (پارہ: ۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اب دیکھئے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب بیان فرماتا ہے ”يُتْلُو عَلَيْهِم آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ“ فرمایا: اے محبوب ہم نے تمہیں بھیجا ہی اس واسطے ہے کہ قرآن پڑھتے جاؤ لوگوں کے دلوں کو صاف کرتے جاؤ۔ پہلی آیہ مبارکہ میں ”تزکیہ“ اللہ نے اپنی جانب منسوب کیا ”میں مذکی ہوں“ دوسری آیہ مبارکہ میں فرمایا، محبوب تمہیں بھیجا ہی بس اس واسطے ہے ”يُزَكِّيهِمْ“ کہ آپ ان کے دلوں کا ”تزکیہ“ فرمادیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں جو صفت ادھر مانی جاتی ہے اگر وہی صفت کسی لحاظ سے بھی ادھر مانی جائے گی تو شرک ہو جائے گا۔ مگر قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ ”تزکیہ“ دینے والا خدا ہے اور ”تزکیہ“ دینے والے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ اس کے باوجود شرک نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر مذکی ہے اور حضور پر نور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کی طور پر مذکی ہیں۔

☆ چھٹی صفت:

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ حفیظ اور علیم خدا کی صفت ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کو حفیظ و علیم کہا گیا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ کی مخلوق کو بھی حفیظ و علیم کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيمُ

(پارہ: ۱۳، سورہ الرعد، آیت ۱۱)

آدی کے لیے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے، کہ بحکم اللہ اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

ہم نے ہر بندے کے ساتھ کچھ حفیظ رکھے ہیں، ہر بندے کے ساتھ ہمارے کچھ محافظ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ پھر دیکھئے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا:

أَجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْكُمْ (پارہ: ۱۳، سورہ یوسف، آیت ۵۵)
آپ نے شاہ مصر کو کہا کہ مجھے زمین کے ان خزانوں کا نگران بنا دیجئے مجھے ان پر پامور کرو دیجئے کہ ”انہی حفیظ علیم“ میں حفیظ بھی ہوں، علیم بھی ہوں، اب قرآن مجید جہاں ”حفیظ“ اللہ تعالیٰ کو کہتا ہے

وہاں اللہ کے فرشتوں کو بھی کہتا ہے، جہاں قرآن مجید ”علیم“ اللہ کی ذات کو کہتا ہے وہاں ”علیم“ یوسف علیہ السلام کو بھی کہتا ہے۔ بندوں کے یہ صفات اللہ تعالیٰ خود بیان کر رہا ہے، بندوں کی صفات عطا کی ہیں، خدا وہ ہے جو عطائی صفات سے پاک ہے، جو عطائی صفات والا ہو وہ محتاج ہوتا ہے جو محتاج ہو وہ خدا نہیں ہوتا، لہذا جو صفات خدا کے ہیں وہ خدا ہی کے ہیں، خدا کے صفات ذاتی ہیں ہم خدا کے صفات ذاتی بندوں کے لیے ثابت نہیں کر رہے ہیں، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی چیز بھی ہلا سکتا اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے اللہ کے بندے زمانہ بھی ہلا سکتے ہیں۔

ہم ساتویں صفت:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (پارہ: ۱۳، سورہ حجر، آیت ۹)

بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (نوٹ:- حافظ کی جمع حافظون ہے)

”وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“ ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، قرآن کی حفاظت کرنا ہمارا کام ہے، حافظ قرآن ہم ہیں، اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا حافظ قرآن خدا خود ہے۔ یہ اللہ کی صفت ہے کہ وہ قرآن کا حافظ ہے، آج تک کسی کو خیال نہ آیا کہ رب کہتا ہے میں حافظ ہوں تو پھر بندوں کو حافظ کیوں کہتے ہو؟ بندہ بھی حافظ ہو اللہ بھی حافظ ہو، اللہ کہے میں حافظ ہوں تمہارا بچہ کہے میں حافظ ہوں، شرک لازم آتا چاہیے تھا مگر اس کو کوئی شرک نہیں سمجھتا کیونکہ بندہ حافظ خود نہیں بنا اسے رب نے بنایا ہے اللہ چاہے تو اسے مرتے دم تک حافظ رکھے، چاہے تو بھلا دے، اور خدا حافظ ہے تو ذاتی طور پر ہے، خدا کو کسی نے حافظ بنایا نہیں۔

ہم آٹھویں صفت:

یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ مردوں کو زندہ کرنا، بیماروں کو شفا دینا، اور غیب کی خبریں جانتا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس پر قرآن مجید کے آیات شاہد ہیں۔ قرآن مجید کے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تم کون ہو؟ تو آپ نے فرمایا:

وَأَبْرَأُ الْكَافِرِينَ وَالْأَبْرَصَ وَأَخِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَابْتِغَاءَ كُلِّ لَوْحٍ وَمَا تَدْعُونَ فِئْتِي بَنِي إِسْرَءِيلَ (پارہ: ۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۹)

اور میں شفا دیتا ہوں مادرِ زانو اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں، میں مادرِ زانو ہوں کو شفا دیتا ہوں، میں ابرص کو شفا دیتا ہوں، میں اکمہ کو آنکھیں دیتا ہوں، میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں، اور جو کچھ تم کھا کے آتے ہو میں وہ بھی بتا دیتا ہوں۔ مٹی ہونا، شانی ہونا یہ تو خالق کائنات کا کام ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے اور بیماروں کو شفا دے مگر قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مردوں کو زندہ کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شفا دیتے ہیں، مریض کو شفا دیتا، جس کی آنکھیں نہ ہوں اس کو آنکھیں دیتا، کیا یہ مشکل کشائی نہیں ہے؟ کیا یہ حاجت ردائی نہیں ہے؟ بلاشبہ یہ مشکل کشائی، حاجت ردائی ہے۔ لہذا ان آیات بیانات سے ثابت ہو چکا کہ اللہ کے بندے اللہ کی عطا سے، اللہ کے اذن سے مشکل کشاء، حاجت رداء، مددگار، دافع البلاء، رؤف، رحیم، مٹی، شانی اور غم کی بھی ہوتے ہیں۔

☆ نویں صفت:

یہ بھی آپ حضرات کے علم میں ہے کہ مینا دینا بھی خدا کی صفت ہے ہم آپ کو قرآن پاک سے دیکھتے ہیں کہ اللہ کی عطا سے، اللہ کے اذن سے اللہ کے بندے بھی بیٹے عطا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔

”وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ“

(پارہ ۱۷، سورہ انبیاء، آیت ۲۶)

اور یوسے رحمن نے مینا اختیار کیا، پاک ہے وہ، بلکہ بندے ہیں عزت والے۔ یہ فرشتے تو میرے عزت والے بندے ہیں تو قرآن نے ثابت کر دیا کہ فرشتے بھی اللہ کے عزت والے بندے ہیں۔

جس وقت حضرت مریم علیہا السلام کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا:

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا

(پارہ ۱۶، سورہ مریم، آیت ۱۹)

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے مینا دینے کی نسبت اپنی طرف کر دی۔

”لَا هَبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا“ میں تمہیں زکی مینا دینے کے لیے آیا ہوں۔

☆ دسویں صفت:

”وَمَا تَقْصُوا إِلَّآ أَنَّا غَنَيْنَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ“

(پارہ ۱۰، سورہ قہ، آیت ۷۷)

اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

فرمایا محبوب ان لوگوں کو کیا برا لگا؟ یہی نا کہ ان لوگوں کو اللہ نے بھی غنی کر دیا اور اللہ کے رسول نے بھی غنی کر دیا، غنی کرنے کی نسبت اللہ نے اپنی طرف بھی فرمائی اور ساتھ ہی اپنے محبوب کی طرف بھی فرمادی اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا ”مِنْ فَضْلِهِ“ اپنے فضل سے ذکرِ دکا تھا مناسب یہ تھا کہ شنیہ کی ضمیر لائی جاتی یعنی

”اغناهم الله ورسوله من فضلهما“ کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے اپنے فضل سے غنی کر دیا، ذکر اگرچہ دو کا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ضمیر واحد کی ہی استعمال کی اور بتا دیا کہ میرا فضل اور میرے محبوب کا فضل، یہ ایک ہی فضل ہے، دونوں ہیں۔ فضل خدا فضل مصطفیٰ ہے اور فضل مصطفیٰ فضل خدا ہے۔ غنی کرنا، مال دینا، مشکل کشائی کرنا، حاجت روائی کرنا، اللہ کا قرآن اعلان کر رہا ہے کہ اللہ کے اذن سے اللہ کے بندے بھی یہ کام کرتے ہیں۔

میں نے اس رسالے میں گیارویں والے غیر غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گیارویں کی نسبت سے گیارہ صفتوں کا ذکر کرنا ہے، قرآن مجید سے دس صفتوں کا ذکر آپ حضرات پڑھ چکے، گیارویں صفت سے قیل احادیث سے چند مثالیں بطور دلیل دیکھتے ہیں اور چند دلائل دیوبندی علماء کے بھی پیش کریں گے اس کے بعد گیارویں صفت اور شانِ مولیٰ علی شیر خدا مشکل کشاء رضی اللہ عنہ بیان کریں گے (انشاء اللہ عزوجل)

احادیث مبارکہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَوْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقُدْحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَقَبَضَ إِسْرَءِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعٍ مِّنْ قِصَّةٍ فِيهِ شَعْرٌ مِّنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ، بَعَثَ إِلَيْهَا مِنْ خَصْبَةٍ فَأَطْلَعْتُ فِي الْجُلُجُلِ قَرَأْتُ شَعْرَاتِ حُمْرًا۔

(بخاری شریف، کتاب اللباس، باب ما یکرئی الخشب)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عبد اللہ بن مَوْهَب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے گھر والوں نے مجھے ایک پیالے میں پانی دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا، اسرائیل نے اپنی تین انگلیاں بند کر کے اس پیالی کی طرح بنا لیں جس کے اندر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے (بال) مبارک ڈالا گیا تھا۔ چنانچہ جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی تکلیف ہوتی تو اس کی طرف ایک برتن میں پانی بھیج دیا جاتا، پس میں (عثمان) نے برتن میں جھانک کر دیکھا تو میں نے چند سرخ بال مبارک دیکھے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں یہی حدیث شریف ”بَعَثَ إِلَيْهَا مِنْ خَصْبَةٍ“ کے بعد ”فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُنَمِّسُهَا فِي الْجُلُجُلِ مِنْ قِصَّةٍ فَخَصَّ خَصْبَتَهُ لَهَا فَشَرِبَ مِنْهُ“ اللہ کے ساتھ موجود ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطب والرقي تیسری فصل)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک نکالتیں، آپ نے انہیں ایک چاندی کی ڈبیہ میں رکھے ہوئے تھیں، آپ اس برتن کو حرکت دیتیں، مریض اس سے پانی پی لیتا۔ اب صحابہ کرام کا عقیدہ دیکھو! فرماتے ہیں ہم میں سے جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی اور وہ بیمار ہو جاتا تو وہ پانی کا پیالہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتا کیونکہ ان کے پاس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بال مبارک تھے انہوں نے ان مبارک بالوں کو چاندی کی ڈبیہ میں محفوظ کر کے اور سنہال کر رکھا ہوا تھا یہ ان لوگوں کا انداز محبت تھا، جب بیمار کا پیالہ پہنچتا تو وہ ڈبیہ کھولتے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بال مبارک پاؤں نکالتیں، پانی میں

ڈالیں اور حرکت دیتیں، پانی جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک بالوں سے لگ جاتا، تو مومنین مبارک نکال کر سنبھال لیتیں اور وہ پانی بیمار کو چلا دیا جاتا۔

یہ وہ دور ہے جسے خیر القرون کہا گیا ہے، یہ وہ زمانہ ہے جس میں لوگوں کے عقیدے سچے ہیں، ان میں شرک کا وہم بھی نہیں ہو سکتا، وہ جانتے بھی تھے کہ شفا تو خدا نے دی ہے، پھر بھی حضور پر نور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں سے شفا حاصل کرتے تھے یعنی اپنا عقیدہ لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ جیسے ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشکل کشا ہیں ایسے ہی ان کا ہر بال بھی مشکل کشا ہے۔

☆ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ان کے پاس حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک تھا وہ فرماتی ہیں:

”بَلَدَهُ حَيْثُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قَبِضَتْ قَبَضْتُهَا، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا، فَتَحْنُ نَفْسُهَا لِلْمَرْضَى نَسْتَشْفِي بِهَا“ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الطب، ج ۱، ص ۱۰۱)

یہ تو رسول اللہ کا جبہ ہے یہ میری ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے پاس تھا، پھر جب ان کا وصال ہو گیا تو یہ جبہ میں نے لے لیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے، پس ہم اسے دھوتے ہیں مریض کے لیے ہم اسے شفا حاصل کرتے ہیں۔ ”فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى نَسْتَشْفِي بِهَا“ ”لوگو! سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ اس لیے رسا ہے کہ جب کوئی بیمار ہو جائے تو اس جبے کو دھو کر، جبے کا

پانی بیمار کو چلاتے ہیں اور شفا حاصل کرتے ہیں۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نہ حسب ہے اب دیکھئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کا عقیدہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تو دراء الوریٰ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک بھی مشکل کشا ہے اگر صحابہ کرام اس جبہ مبارک کو مشکل کشا نہ سمجھتے ہوتے تو اسے عام کپڑا سمجھ کر کہیں پھینک دیتے ”نَعُوذُ بِاللَّهِ“ کیا انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ شافی تو خدا ہے، ہذا دعا اس سے کریں جبے میں کیا پڑا ہے؟ بلاشبہ جانتے تھے کہ شافی تو خدا ہے اس کے باوجود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جبہ مبارک سے شفا حاصل کرتے تھے، یعنی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شافی مانتے تھے اور جس چیز کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جائے اس چیز کو بھی شافی مانتے تھے۔

☆ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ لَيَدْعُو اللَّهَ تَعَالَى ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لِيَجْبِرَنِي لِأَتَجِبَهُ ، فَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ صَوْتَهُ ، وَإِذَا دَعَاہُ الْفَاجِرُ قَالَ يَا جَبْرِيلُ اقْضِ حَاجَتَهُ ، فَإِنِّي لِأَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ صَوْتَهُ

(سنن الدین، ترمذی، کنز العمال، ج ۲، ص ۸۵، رقم ۳۲۰۱)

بے شک مومن بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے، (اے جبریل) اس کی دعا قبول نہ کر میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں اور جب قاجر (گناہ گار) دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبریل اس کی حاجت روا (پوری) کر دے کہ میں اس کی آواز سننا نہیں چاہتا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام دعائیں قبول کرتے ہیں حاجتیں روا فرماتے ہیں، کیونکہ حدیث شریف کے الفاظ ”یا جبریل اقص حاجتہ“ (اے جبریل تو اس کی حاجت پوری کر دے) اور ”لا تنجہ“ (اے جبریل تو اس کی دعا قبول نہ کر) سے ثابت ہے۔

☆ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

إِذْ مَرَّ بِالنُّطْقَةِ النَّسَّانِ وَأَرْبَعُونَ لَبْلَةً، بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهَا مَلَكًا، فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجَلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا

(مسلم، فی الصحیح ج ۲ ص ۳۳۳، مسام الدین ہندی، فی کثر الأعمال ج ۱ ص ۱۱۰، رقم ۵۲۰)

جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزرتی ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ (فرشتہ) آکر اس کی صورت بناتا ہے اس کے کان، اس کی آنکھیں، کھال گوشت، ہڈیاں پیدا کرتا ہے۔

ہمز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بچے کا مادہ چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں جمع ہوتا ہے، پھر چالیس دن نہ ہوا خون رہتا ہے، پھر چالیس دن گوشت کی صورت میں رہتا ہے۔

”ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ“

پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ اس میں جان ڈالتا ہے۔

(مسلم، فی الصحیح ج ۲ ص ۳۳۲)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حید میں ارشاد فرماتا ہے: ”هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ“ وہ ذات ہے جو تمہاری تصویریں بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسے چاہتا ہے۔ اور فرماتا ہے: ”كُلُّ مِنْ خَلْقِي غَيْرُ اللَّهِ“ کیا کوئی اور بھی پیدا کرنے والا ہے اللہ کے سوا۔

مگر یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم (جو کفر و شرک کے مٹانے والے ہیں) صحیح حدیثوں میں فرما رہے ہیں کہ فرشتہ تصویر بناتا ہے، صورت بناتا ہے، فرشتہ آنکھ، کان، گوشت، کھال، ہڈیاں پیدا کرتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ سب کچھ فرشتہ کے ہاتھ سے ہو کر جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے۔

☆ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُثْمَانَ يُسْتَعِينُهُ“ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عُثْمَانُ بِعَشْرَةِ آلَا فِي دِيْنَارٍ“ (مسام الدین ہندی، فی کثر الأعمال ج ۱ ص ۱۳۸، رقم ۲۷۱۸۹)

یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لیے لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا مسلمانوں پر بہت حالت تنگی و عسرت تھی اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے استعانت فرمائی ان سے مدد چاہی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار اشرفیاں حاضر کیں، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عثمان اللہ تیری چھپی اور ظاہر خطائیں اور آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت فرمائے، اس کے بعد عثمان کو کچھ پردہ نہیں کوئی عمل کریں۔

بعض لوگ ”وَإِنْ لَمْ يَسْتَعِينِ“ (اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) (الفاجمہ) سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں، اللہ کے سوا کسی سے استعانت چاہنا شرک

ہے، مذکورہ بالا حدیث شریف کے الفاظ پر غور کریں، "يَسْتَعِينُهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ" ان (عساکر) سے استعانت چاہی جیش عسرت میں، لہذا معلوم ہوا اللہ کے سوا غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے، مذکورہ بالا دلائل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کی عطا سے اللہ کے اذن سے اللہ کے بندے بھی مشکل کشاء، دافع البلاء، حاجت روا، ہوتے ہیں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط سے دوچار ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے، حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِنَبِيِّنَا صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَسْقِيْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ" (بخاری، کتاب المناقب)

اے اللہ! ہم تیرے نبی کے وسیلے سے بارش مانگا کرتے تھے اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے محترم چچا کو وسیلہ بناتے ہیں، پس ہم پر بارش برسا، راوی کا بیان ہے کہ بارش ہو جاتی۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب آجائے گا: كَذَلِكَ اسْتَفْتَاؤُ بِاَقْدَمُ ثُمَّ يَمُوتُ ثُمَّ يَحْيَى (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

اس حال میں لوگ حضرت آدم (علیہ السلام) سے مدد مانگیں گے پھر موسیٰ (علیہ السلام) سے مدد طلب کریں گے، پھر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مدد طلب کریں گے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا اور وہاں موجود سب لوگ ان کی تعریف کریں گے، پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت فرمائیں گے، قیامت میں پہلے وہ ہی کام ہوگا جسے آج بعض لوگ شرک کہتے ہیں، یعنی اللہ کے بندوں

سے مدد مانگنا اور ان کے دروازوں پر مدد کے لیے حاضر ہونا، اس مجمع میں وہ لوگ بھی (جن کے نزدیک یا رسول اللہ مدد کہنا شرک ہے) ہوں گے جو میرے اور آپ کے محبوب حضور پر نور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے جائیں گے۔ اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے.... پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا۔"

سنئے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے.... مگر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے۔

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابن جہیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَا يَنْقُصُ مِنْ جَمِيلٍ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ فَعِيْرًا، فَاغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ" (بخاری، فی الصحیح ج ۱ ص ۱۹۸، مسلم، فی الصحیح ج ۱ ص ۳۱۶)

ابن جہیل کو کیا برا لگا یہی ناکہ وہ محتاج تھا اللہ اور اس کے رسول نے اسے غنی کر دیا۔

قرآن پاک کی آیت: "وَمَا نَقْمُوا اِلَّا اِنْ اٰغْنَاهُمْ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ" آپ پڑھ چکے، لہذا قرآن مجید اور صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ بھی غنی کرتا ہے اور اس کا رسول بھی غنی کرتا ہے۔

☆ مصیبت کے وقت یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پکارنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک آدمی نے انہیں کہا کہ کسی ایسے انسان کو یاد کیجئے جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے تو انہوں نے پکارا "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی تکلیف دور ہو گئی۔ (الادب المفرد، ص ۱۳۲، عربی چھاپہ ہوت سطر نمبر ۱۲ پر "نون" باب ما یقول الرجل اذا ندرت رجلاً) لیکن کتنا عجیب و غریب مسئلہ ہے کہ ایک کلمہ گودہ ہے جس کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے سے شفا حاصل ہوتی ہے اور ایک کلمہ گودہ ہے جس کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے سننے پر بھی تکلیف ہوتی ہے۔

”علماء دیوبند کی کتب سے دلائل“

محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب امرودی اور مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی میں باہم معاصرانہ چٹک تھی اور اس نے بعض حالات کی بنا پر ایک محاسنہ اور متاثرہ کی صورت اختیار کر لی اور مولانا محمود حسن صاحب کو اصل جھگڑے میں نہ شریک تھے نہ انہیں اس قسم کے امور سے دلچسپی تھی، مگر صورت حال ایسی پیش آئی کہ مولانا (محمود حسن صاحب) بھی بجائے غیر جانبدار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب نے مولانا محمود حسن صاحب کو اپنے حجرے میں بلایا (جو دارالعلوم دیوبند میں ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرے کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا، مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو، مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیک رہا تھا فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا قاسم نانوتوی جسد غصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے، جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تر ہو گیا اور (مولانا قاسم نانوتوی نے) یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے پس میں نے یہ کہنے کے لیے (آپ کو) بلایا ہے، مولانا محمود حسن نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر تو بہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد اس قصہ میں نہ بولوں گا۔ (ارواحِ خلاصہ، ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اب آپ دیکھیں اس واقعہ سے کیا کیا ثابت ہوتا ہے، (۱) مولانا قاسم نانوتوی کا قبر سے اٹھ کر جسد غصری کے ساتھ دارالعلوم دیوبند میں آنا، مولانا محمود حسن صاحب

کو لڑائی سے بچانا، کیا یہ مشکل کشائی نہیں ہے؟ کیا یہ حاجت روائی نہیں ہے؟ بلاشبہ ہے اس واقعہ سے ہماری اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کے اذن سے مرنے کے بعد بھی مشکل کشائی کرتے ہیں (۲) مولانا قاسم نانوتوی صاحب مرنے کے بعد عالم برزخ سے دارالعلوم دیوبند پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور دارالعلوم کے اندر جھگڑے کی خبر رکھتے ہیں اور نہ صرف خبر رکھتے ہیں بلکہ اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے عالم برزخ سے دارالعلوم دیوبند میں جسد غصری کے ساتھ آتے بھی ہیں۔

☆ دوسرا واقعہ:

مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت (جو بعد وفات واقع ہوئی) بیان فرماتے تھے، کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا، بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی مٹی ڈلوادیں تب ہی ختم، کئی مرتبہ ڈال چکا، پریشان ہو کر ایک دفعہ زلانا کی قبر پر جا کر کہا، (یہ صاحبزادے بہت تیز مزاج تھے) آپ کی تو کرامت ہو گئی اور ہماری مصیبت ہو گئی یاد رکھو کہ اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیو، لوگ جو تہ پہنچے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے، بس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا، جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا، پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔

(ارواحِ خلاصہ، ص ۳۰۲، از مولانا اشرف علی تھانوی)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کی قبر کی مٹی سے بھی شفا حاصل ہوتی ہے لہذا ہمارے علاقہ ”سورلا سپور“ میں اخوندادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے مٹی لے جا کر بیمار جانوروں کو کھلانا شرک نہیں ہے بلکہ جائز ہے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ غائب کو پکارنا جائز ہے اور مردے ذندوں کی بات سنتے ہیں۔

☆ تیسرا واقعہ:

ابو حفص سرقدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب رونق الجالس میں لکھتے ہیں کہ ۱۰۰۰ میں ایک تاجر تھا جو بہت زیادہ مالدار تھا اس کا انتقال ہوا اس کے دو بیٹے تھے، میراث میں اس مال آدھا آدھا تقسیم ہو گیا، لیکن ترکہ (میراث) میں تین بال بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود تھے، ایک ایک دونوں نے لے لیا، تیسرے کے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کر لیں چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں، خدا کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موعے مبارک نہیں کاٹا جاسکتا، بڑے بھائی نے کہا کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تولے لے اور یہ سارا مال میرے حصے میں لگا دے، چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا، بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں موعے مبارک لے لئے، وہ ان (بالوں) کو اپنی جیب میں ہر وقت رکھتا اور بار بار نکالتا ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی نے سارا مال ختم ہو گیا اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مال دار ہو گیا، جب چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء (نیک لوگوں) میں سے بعض نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے (فضائل اعمال، رسالہ

فضائل درود شریف ص ۹۹، مطبوعہ فرید بک ڈپو دہلی) یہ واقعہ تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا زکریا صاحب نے اپنی کتاب فضائل اعمال (جس کو تبلیغی نصاب بھی کہا جاتا ہے) کے اندر رسالہ فضائل درود شریف کے صفحہ نمبر ۹۹ پر لکھا ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اب رسالہ فضائل درود شریف کو فضائل اعمال سے نکال کر غائب کیا گیا ہے، اس کو دینی خیانت کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موعے مبارک کی جو تعظیم کرتا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی کو کوئی حاجت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اپنے امتیوں کی خبر رکھتے ہیں، لہذا اللہ کے نیک بندوں کے مزارات شریفہ پر حاضری دینا اور ان کے مزارات کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرنا جائز ہے۔

☆ چوتھا واقعہ:

احقر جامع نے فقہ سے سنا ہے کہ ایک صاحب تھانہ بھون کے رہنے والے دہلی میں کسی مجذوب کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوئے تو اس (مجذوب) نے کہا کہ تھانہ بھون ابھی تک غرق نہیں ہوا؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت میں تو دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں اور آپ بدعا فرما رہے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ تھانہ بھون اب تک ضرور غرق ہو جاتا، مگر وہاں دو شخص ہیں، ایک مردہ، ایک زندہ، ایک تو شاہ ولایت صاحب وہاں لیٹے ہوئے ہیں (ان بزرگ کا تھانہ بھون میں مزار ہے) اور ایک مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، ان دونوں کی برکت سے تھما ہوا ہے ورنہ ضرور غرق

ہو جاتا۔ (ارواحِ ثلاثہ، ص ۳۶۲)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی برکت سے اور ان کے مزارات شریفہ کی برکت سے مقامات غرق ہونے سے بچ جاتے ہیں لہذا یہ کہنا کہ لاہور حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے بچا ہوا ہے، جائز ہے۔

☆ پانچواں واقعہ:

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کی وفات پر مولانا محمود حسن صاحب نے ایک رسالہ بنام ”مرثیہ“ لکھا ہے اس کے صفحہ نمبر ۸، ۹، ۱۰، اور ۱۱ پر مولانا محمود حسن صاحب مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کی تعریف میں لکھتے ہیں:

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں یا رب
گیا وہ قبلہ حاجت روا روحانی و جسمانی
خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلایق کے
مرے مولانا مرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی
پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

(مرثیہ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

ان اشعار سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب دین و دنیا کے حاجت روا تھے قبلہ حاجت روا روحانی و جسمانی تھے مولانا محمود حسن صاحب فرماتے

ہیں کہ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب میرے مولیٰ میرے ہادی تھے، اور فرماتے ہیں کہ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب اللہ تعالیٰ کے اذن سے شہید اور صالح و صدیق ہیں اور زندہ ہیں جو میرے شیخ کو زندہ نہ مانے وہ نادان ہے۔

☆ چھٹا واقعہ:

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے ”امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق“ میں اپنے پیر و مرشد حضرت امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے، اس میں لکھتے ہیں۔

ایک شخص نے اجیر شریف کہا دوسرے نے کہا اجیر اجیر ہے شریف کیونکر ہو گیا؟
اس نے جواب دیا، تمہارے مزاج کو شریف کہا جائے تو خوش ہوتے ہو اور منع نہیں کرتے
ہو اور اجیر کی شرافت پر کہ مقبولان الہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے، اس کا ایسا انکار؟

جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الہی سے کہتے ہیں ”نم کسومہ العروس“ (سو جا جس طرح دلہن سوتی ہے) عرس کو رائج ہے اسی (حدیث) سے ماخوذ ہے، اگر کوئی اس دن کا خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کونسا گناہ لازم ہوا؟

(امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، ص ۹۶، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

☆ ساتواں واقعہ:

جب مثنوی شریف ختم ہوئی تو شربت بنانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی، گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بننا شروع ہوا، آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں (۱) عجز و بندگی، وہ سوائے خدا دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز اور شرک ہے۔ (۲) خدا کی نذر اور ثواب خدا کے

بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے، اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف (میلا و شریف) اگر بوجھ آنے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص تعظیماً قیام (کھڑا ہونا) کرے تو اس میں کیا خرابی ہے؟ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر اُس سردار عالم و عالمیان (روحی فداہ) صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی تعظیم کی جتنی تو کیا گناہ ہوا؟ (امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، ص ۹۱) فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا، میں (امداد اللہ مہاجر کی) کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت و ادراک غیبات کا، ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علم (علم غیب) حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، حدیبیہ و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملات سے خبر نہ تھی، اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔

(امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، ص ۸۹، ۸۰)

فرمایا کہ ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام (اعتراض) کرتے ہیں، یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے ”لہ الخلق والامور“ عالم امر متقید بجهت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے پس اس (درود شریف) کے جواز (جائز ہونے) میں شک نہیں ہے (امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، ص ۶۲)

حضرت امداد اللہ مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات سے معلوم ہوا کہ حضرت امداد اللہ مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ بالکل وہی تھا جو آج سنی حنفی بریلوی حضرات کا

ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی عمل میں غیر شرعی کام رائج ہوں ان غیر شرعی امور کو روکنا چاہیے نہ کہ اصل عمل سے رد کا جائے مسجد میں اگر کتا داخل ہو جائے تو کہتے کو باہر نکالو نہ کہ مسجد کو گراؤ، عرس شریف میں اگر غلط اور غیر شرعی کام ہوتے ہوں تو ان غیر شرعی امور کو ختم کر دو نہ کہ عرس شریف سے انکار کرو۔

☆ آٹھواں واقعہ:

منہاج الحسنات میں ابن فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”ہجر منیر“ سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ نیک صالح موسیٰ ضریر رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے ماںہوں نے اپنا گزرا ہوا واقعہ مجھ سے نقل کیا کہ جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا، اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ درود (تہنیت) تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں، ہنوز (ابھی) تین سو بار پر نو بت پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی، اور ”بعد الممات“ کے ”انک علی کل شیء قدید“ بھی اس میں پڑھنا معمول ہے اور خوب ہے۔ اس کے بعد مولانا زکریا صاحب نے درود تہنیت لکھی ہے اور آخر میں لکھتے ہیں کہ شیخ محمد الدین رحمۃ اللہ علیہ ”صاحب قاموس“ نے بھی اس حکایت کو بعد خود ذکر کیا ہے۔ (فضائل اعمال رسالہ فضائل درود شریف، ص ۸۷)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کی ہر وقت خبر رکھتے ہیں اور مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

☆ نواں واقعہ:

روض الفائق میں اسی نوع کا ایک اور قصہ نقل کیا ہے۔ وہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر

وردی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ؟ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں اس نے کہا اگر تو اپنے زمانے کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہو گیا اور منہ کالا ہو گیا میں دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اتنا لالہ پڑھی اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھک دیا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی، تیزی سے قدم بڑھائے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا، میں محمد بن عبد اللہ صاحب قرآن ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تیرا باپ بڑا گناہگار تھا۔ لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔

(نفاکس اعمال رسالہ نفاکس درود شریف ص ۱۰۶)

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتی کی فریاد کو پہنچتے ہیں اور مشکل کشائی فرماتے ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ درود شریف تمام گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں..... ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خیر نہ ہو

”وصال کے بعد حاجت روائی فرمانا“

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ”کشف المحجوب“ شریف میں حضرت ابو العباس القاسم المہدی السیاری المروزی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

حضرت ابو العباس قاسم المہدی السیاری المروزی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مومے مبارک تھے جن کی برکت سے انہیں توفیق توبہ عطا کی اور آپ حضرت ابو بکر واسطی کی صحبت میں آ بیٹھے۔ آپ اس درجے پر فائز ہوئے کہ صوفیہ میں صنف تصوف کے امام تسلیم کئے گئے۔ جب آپ دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے وصیت کی کہ وہ مومے مبارک ان کے منہ میں رکھ دیئے جائیں۔ آج تک ان کی قبر ”مرد“ میں موجود ہے۔ جہاں لوگ حاجت طلبی کے لیے جاتے ہیں اور با مراد لوٹتے ہیں۔ کارہائے دشوار کے حل کے لیے ان کی قبر پر جانا مجرب ہے۔ (نسختہ تہران، ناشرین مرکز تحقیقات فارس ایران و پاکستان اسلام آباد، اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ص ۱۳۲، ترجمہ شدہ از الحاج بشیر حسین ناظم، مطبوعہ کرمانوالہ بک شاپ، ص ۲۰۴)

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ دلیل سے معلوم ہوا کہ قدیم مسلمانوں کا عقیدہ بھی وہی تھا جو آج اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی حضرات کا ہے۔ یہی جماعت سوادا عظیم ہے۔

”گیارویں صفت اور شان مولیٰ علی رضی اللہ عنہ“

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو صفت اللہ تعالیٰ کے لیے مانی جائے اگر وہی صفت کسی لحاظ سے بھی مخلوق کے لیے مانی جائے گی تو شرک ہوگا، لہذا مشکل کشاء، حاجت رواء، علم غیب جاننا، حاضر و ناظر ہونا یہ تمام اللہ تعالیٰ کے صفات ہیں یہی صفات مخلوق کے لیے ماننا شرک ہے۔ مگر وہی لوگ اپنے آپ کو مولانا بھی کہلواتے ہیں، حالانکہ ”مولانا“ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، قرآن مجید میں لفظ ”مولانا“ خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لا شریک کے لیے آیا ہے۔

أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۸۶)

تو مولانا ہے پس کافروں پر ہماری مدد فرما۔

لَوْلَا لَنْ يَصِيَّبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا مَوْلَانَا (پارہ ۱۰، سورۃ قہ، آیت ۵۱)

اے محبوب آپ فرمائیں ہمیں نہ پہنچے گا، مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے وہ مولانا ہے۔
وَأَنْ تَوَلُّوْا عَلٰمُؤَاآءَ اللّٰهِ مَوْلٰكُمُ يَنْعَمُ الْمَوْلٰى وَ يَنْعَمُ النَّصِيْرُ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۰)

”اور اگر پھر میں تو جان لو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار“

اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی حضرات قرآن مجید اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے مخلوق کو مولیٰ، داتا، بھی مانتے ہیں اور مولانا بھی جائز سمجھتے ہیں، عوام اور علماء اہل سنت و جماعت جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں تو ”سیدنا و مولانا محمد“ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو مولائے حقیقی اور داتائے حقیقی مانتے ہیں، جبکہ

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مولائے مجازی اور داتائے مجازی مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیضان کرم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کو مجازی مولانا اور مجازی داتا مانتے ہیں۔

☆ شعبہ، سلمہ بن کہیل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو طفیل سے سنا کہ ابوسریحہ یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (شعبہ کو راوی کے متعلق شک ہے) کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَقَلْبِي مَوْلَاهُ“ جس کا میں مولانا ہوں اس کا علی مولانا ہے۔

(ترمذی، ۷: ۶۰، ۷۹، ابواب المناقب برقم ۳۷۱۳)

☆ مولانا زکریا صاحب نے فضائل اعمال میں لکھتے ہیں: بروایت مستد احمد و ترمذی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے ”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَقَلْبِي مَوْلَاهُ“ یعنی جس کا میں مولانا ہوں علی اس کے مولانا ہیں۔ یہ حدیث مشہور ہے نیز لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا میں مولانا ہوں علی اس کا مولانا ہے، امام ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کو حسن بتایا ہے۔ ملا علی قادری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں نہایت سے لکھتے ہیں کہ مولانا کا اطلاق بہت سے معنی پر آتا ہے، جیسے رب، اور مالک اور سید اور منعم یعنی احسان کرنے والا، اور محقق یعنی غلام آزاد کرنے والا اور ناصر یعنی مددگار اور محبت اور تابع اور پڑوسی اور چچا زاد بھائی اور حلیف وغیرہ بہت سے معنی گنوائے ہیں اس لیے ہر کے مناسب معنی مراد ہو گئے، جہاں ”اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى

لَكُمْ“ وارد ہوا ہے وہاں (مولا) رب کے معنی میں ہے۔ اور جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر آیا ہے جیسا کہ ”مَنْ كُنْتَ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ“ وہاں (مولا) ناصر و مددگار کے معنی میں ہے۔ (فضائل اعمال رسالہ فضائل درود شریف، ص ۸۱)

مولا ناز کر یا صاحب کی تقریر سے واضح ہوا کہ ”مَنْ كُنْتَ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ“ کا معنی ہے جس کا میں مددگار ہوں علی اس کے مددگار ہیں۔ لہذا یا رسول اللہ مدد، اور یا علی مدد کہنا جائز ہے
☆ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ علی کے متعلق کیا چاہتے ہو؟ تم لوگ علی کے متعلق کیا چاہتے ہو؟ تم لوگ علی کے متعلق کیا چاہتے ہو؟ پھر فرمایا ”إِنَّ عَلِيًّا يَتَّبِعُنِي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ بَعْدِي“ (نسائی، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ص ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶)

پیچک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر تھے، راستے میں ہم نے غدیر خم میں قیام کیا، وہاں ندا دی گئی کہ نماز ظہر کھڑی ہو گئی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو درختوں کے نیچے صفائی کی گئی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر ادا کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

أَلَسْتُمْ أَتَى أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ قَالُوا بَلَىٰ، قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَىٰ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ؟ قَالُوا بَلَىٰ، قَالَ فَاتَّخِذْ بِيَدِي عَلِيٍّ، فَقَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ، أَكُلَّهُمْ وَالِ مِنْ وَالَاهُ وَعَادِي مَنْ عَادَاهُ

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنوں کی جانوں سے بھی قریب تر ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ہر مومن کی جان سے بھی قریب تر ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! راوی کہتا ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے، اے اللہ اسے تو دوست رکھ جو اسے (علی کو) دوست رکھے اور اس سے عداوت رکھ جو اسے (علی سے) عداوت رکھے۔

☆ حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كُنْتُ وَلِيًّا لَهُ فَعَلَيْهِ وَلِيًّا۔ جس کا میں ولی ہوں اس کا علی ولی ہے۔ (احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، ۲: ۵۶۳، رقم ۹۵۷)

☆ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اسے میں ولایت علی کی وصیت کرتا ہوں، جس نے اسے (علی کو) ولی جانا اس نے مجھے ولی جانا اور جس نے مجھے ولی جانا اس نے اللہ کو ولی جانا: وَمَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهَ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهَ

اور جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی، اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ (حسام الدین ہندی، کنز العمال، ۱۱: ۶۱۱، رقم ۳۲۹۵۸)

معلوم ہوا، ولایت علی ولایت مصطفیٰ ہے اور ولایت مصطفیٰ ولایت اللہ ہے

محبت علی محبت مصطفیٰ ہے اور محبت مصطفیٰ محبت اللہ ہے بغض علی بغض مصطفیٰ ہے اور بغض مصطفیٰ بغض اللہ ہے اور جو علی سے ملا وہ مصطفیٰ سے ملا اور جو مصطفیٰ سے ملا وہ خدا سے ملا اور جو خدا سے ملا وہ نجات پا گیا۔

☆ حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَنْقُصُونَ عَلِيًّا مَنْ يَنْقُصُ عَلِيًّا فَقَدْ تَنَقَّصَنِي، وَمَنْ قَارَقَ عَلِيًّا فَقَدْ قَارَقَنِي، إِنَّ عَلِيًّا قِتْنِي، وَأَنَا مِنْهُ (مجمع الزوائد، ۹: ۱۲۸)

ان لوگوں کا کیا ہوگا؟ جو علی کی شان میں گستاخی کرتے ہیں (جان لو) جو علی کی گستاخی کرتا ہے وہ میری گستاخی کرتا ہے اور جو علی سے جدا ہوا وہ مجھ سے جدا ہو گیا، بیشک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ معلوم ہوا جو علی سے جدا ہوا، وہ مصطفیٰ سے جدا ہوا، اور جو مصطفیٰ سے جدا ہوا، وہ اللہ سے جدا ہوا، اور جو اللہ سے جدا ہوا، وہ ہلاک ہو گیا۔

مذکورہ بالا قرآن مجید کے آیات اور احادیث مبارکہ کے روایات سے اور علماء دیوبند کی کتب سے بھی واضح ہوا، اللہ تعالیٰ اپنے بعض صفات اپنے بندوں کو بھی عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے اس کے بندے بھی مشکل کشاء، حاجت رواء، مددگار، اور دافع البلاء بھی ہوتے ہیں لہذا، اللہ تعالیٰ کے اذن سے اللہ کے سوا کسی اور کو مشکل کشاء، حاجت رواء، ماننا شرک نہیں ہے، جو لوگ شرک کے فتوے لگاتے ہیں وہ قرآن و حدیث سے نا بلند ہیں، یا اللہ تعالیٰ کی عطا کے منکر ہو کر اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے بغض و عناد رکھتے ہیں، یا شرک کی تعریف سے بے خبر ہیں۔

☆ شرک کی تعریف:

الْإِشْرَاقُ هُوَ الْبُاطِلُ الشِّرْكَ فِي الْأُلُوهِيَّةِ بِمَعْنَى وَجُوبُ الْوُجُودِ، كَمَا

لِلْمَجْهُوسِ أَوْ بِمَعْنَى اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبْدَةِ الْأَصْنَامِ (شرح عقائد نسفی، ص ۱۰۱) شرک ثابت کرنا ہے شریک کا الوہیت بمعنی وجوب وجود میں، جیسا کہ مجوسی کرتے ہیں، یا بمعنی استحقاق عبادت میں، جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔

شرک یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو الوہیت میں شریک بنایا جائے۔ یعنی کسی شخص کو، کسی ذات کو اللہ کے سوا واجب الوجود یا مستحق عبادت جانتا۔ جو بھی اللہ کی ذات کے سوا کسی کو مستحق عبادت جانتا ہو وہ شرک ہے اور جو بھی اللہ کی ذات کے سوا کسی ذات کو واجب الوجود سمجھتا ہے وہ بھی شرک ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مستحق عبادت نہیں، اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی واجب الوجود نہیں ہے،۔۔۔ باقی رہا، اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے اللہ کے سوا کسی کا مشکل کشاء ہونا، حاجت رواء ہونا، علم غیب جانتا، حاضر و ناظر ہونا یہ قرآن و حدیث کے متعدد دلائل سے ثابت ہے۔

☆ شرک و فن ہو گیا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور غزوہ احد کے شہیدوں پر اسی طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر واپس آ کر آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا:

إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ إِنِّي وَاللَّهِ لَا نَظَرُ إِلَى حَوْضِي إِلَّا أَنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَقَاتِلَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ بَعْدِي أَنْ تُشْرِكُوا وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ تَفَاقَسُوا فِيهَا (بخاری، کتاب الانبیاء، باب علامات النبوة فی الاسلام)

بیشک میں تمہارا سہارا اور تم پر گواہ ہوں، بیشک خدا کی قسم میں اپنے حوض (حوض کوثر) کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بیشک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں مرحمت

فراموشی گئی ہیں اور بیشک مجھے یہ خطرہ نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگ جاؤ گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام لوگوں کے عقیدے پر شرک کا حملہ ہوتا تھا، انسان بت پرست تھے، لہذا جو پیغمبر مبعوث ہوا اس کی دعوت تبلیغ کی بنیاد دعوت توحید اور رد شرک تھائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تبلیغ کی بنیاد بھی توحید اور رد شرک تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد و جہد کے نتیجے میں شرک ہار گیا، شرک دفن ہو گیا اس شرک کے پلٹ کر زندہ ہو جانے کا کوئی امکان باقی نہ رہا لہذا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا سے ظاہر اُپر وہ فرمانے سے قبل اپنی امت کو یہ خوشخبری سنا کر گئے کہ مجھے یہ ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگ جاؤ گے یعنی شرک کا ایسا خاتمہ کیا کہ قیامت تک پلٹ کر نہیں آسکتا۔ اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی پیغمبر نے اپنی امت کو یہ خوشخبری نہیں سنائی تھی کہ میرے بعد شرک پلٹ کر نہیں آئے گا۔ لہذا امت مسلمہ پر شرک کے فتوے لگانے والے قرآن وحدیث سے تابلد ہیں اور فیض مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محروم ہیں۔

حوالہ جات آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں، اب آپ ان کو بار بار پڑھتے ہوئے یاد رکھیے، اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیجئے کہ خالق کائنات نے ہمیں ان فتنوں کے دور میں بھی محفوظ رکھا ہوا ہے اور ہمیں وہ عقیدہ عطا فرمایا ہے، جس عقیدے کی تشریح قرآن مجید بھی کرتا ہے اور احادیث مبارکہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جس کی تبلیغ فرمانے والے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

”اولیاء کرام کے مزارات شریفہ پر حاضری دینے کا طریقہ“

مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پاکستی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر موجبہ میں کھڑا ہو، اور متوسط آواز میں باادب سلام عرض کرے ”السلام علیک یا سیدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ پھر وردِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص سات بار، پھر وردِ غوثیہ سات بار اور اگر وقت فرصت دے تو سورہ یسین شریف، سورہ ملک شریف بھی پڑھ لے۔ پھر یوں دعا کرے اے اللہ اس قراءت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لیے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے، مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالالتحاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، ج ۹، ص ۵۲۲، از اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

اہل سنت و جماعت سنی حنفی بریلوی حضرات کا عقیدہ یہ ہے اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ من گھڑت اور جھوٹ ہے ہمارے لیے جہلاء کا فعل حجت نہیں ہے بلکہ ہمارے لیے حجت قرآن وحدیث اور ہمارے اسلاف کی معتبر کتابیں ہیں۔

”قبر کے طواف یا سجدہ کرنے کو ہم حرام سمجھتے ہیں۔ اور اس گناہ میں مبتلا جہلاء کو ہم گناہ کبیرہ کے مرتکب سمجھ کر ان کی اصلاح کے لیے تبلیغ کرنے کو فرض سمجھتے ہیں۔ ہم اولہ اربعہ کے خلاف اور سلف صالحین سے ثابت ”وین قدیم“ مسلک اہل سنت و جماعت کے برعکس ہر قسم کی ناجائز رسومات و بدعات کو ممنوع شرعی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے خلاف تبلیغ کرنے کو فرض سمجھتے ہیں۔

(الاستفتاء، ص ۴۹، از استاذی المکرم حضرت علامہ مولانا پیر محمد چشتی صاحب ہجر الوہی)

فہرست کتب

صراط مستقیم پبلی کیشنز

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

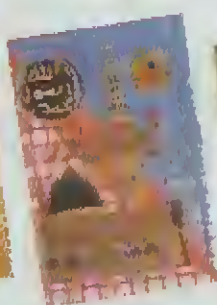
بانی ادارہ صراط مستقیم پاکستان

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف	قیمت
1	فہم دین (اول تا ہفتم)	محمد اشرف آصف جلالی	فی جلد 260
2	غائبانہ جنازہ جائز نہیں	محمد اشرف آصف جلالی	220
3	منہج قرآن بدلنے کی واردات (جلد اول)	محمد اشرف آصف جلالی	140
4	محاسن اخلاق	محمد اشرف آصف جلالی	100
5	ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں	محمد اشرف آصف جلالی	40
6	میرے لئے اللہ کافی ہے	محمد اشرف آصف جلالی	40
7	حق چار یار	محمد اشرف آصف جلالی	40
8	جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام	محمد اشرف آصف جلالی	40
9	فکر آخرت	محمد اشرف آصف جلالی	40
10	ہاں ہم سنی ہیں	محمد اشرف آصف جلالی	40
11	سرکارِ غوث اعظم اور آپ کا آستانہ	محمد اشرف آصف جلالی	40
12	ایک نو مسلم کے سوالات کے جوابات	محمد اشرف آصف جلالی	40
13	شان رسالت سمجھنے کا ایمانی طریق	محمد اشرف آصف جلالی	40
14	توحید و شرک	محمد اشرف آصف جلالی	40
15	ہم اہلسنت و جماعت ہیں	محمد اشرف آصف جلالی	

16	تحفظ مابوس رسالت ایک فرض ایک فرض	محمد اشرف آصف جلالی	40
17	چٹا گانگ میں چند روز	محمد اشرف آصف جلالی	30
18	تحفظ حدود اللہ اور ترسیلی میں	محمد اشرف آصف جلالی	30
19	ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت	محمد اشرف آصف جلالی	30
20	فقہ حنفی ملت نبوی کے آئینے میں	محمد اشرف آصف جلالی	
21	دفتر ان اسلام کے لیے آئیڈل کردار	محمد اشرف آصف جلالی	30
22	یورپ میں اسلام کے پھیلنے اثرات	محمد اشرف آصف جلالی	20
23	چاروں کی حرمت	محمد اشرف آصف جلالی	20
24	اصلاح اور اس کا اجر	محمد اشرف آصف جلالی	20
25	نورائیت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیوں؟	محمد اشرف آصف جلالی	
26	شان ولایت قرآن وحدیث کی روشنی میں	محمد اشرف آصف جلالی	
27	محبت ولی کی شرعی حیثیت	محمد اشرف آصف جلالی	20
28	صلوۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں؟	محمد اشرف آصف جلالی	20
29	فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات	محمد اشرف آصف جلالی	20
30	رہط ملت اور اہلسنت کی ذمہ داریاں	محمد اشرف آصف جلالی	20
31	خانہ عالی منصوبہ بندی اور اسلام	محمد اشرف آصف جلالی	20
32	فحش محالوں کا عذاب	محمد اشرف آصف جلالی	20
33	رسول اللہ ﷺ کی نماز	محمد اشرف آصف جلالی	20
34	ترک تہلیل کی تباہ کاریاں	محمد اشرف آصف جلالی	20
35	اسلام کو درپیش چیلنجز کا اور ان کا حل	محمد اشرف آصف جلالی	20

36	صراطِ مستقیم کی روشنی	محمد اشرف آصف جلالی	20
37	مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے؟	محمد اشرف آصف جلالی	20
38	رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر	محمد اشرف آصف جلالی	20
39	منصب نبوت اور عقیدہ مومن	محمد اشرف آصف جلالی	20
40	محبت الہی اور اسکی چاشنی	محمد اشرف آصف جلالی	20
41	فہم زکوٰۃ	محمد اشرف آصف جلالی	20
42	حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ	محمد اشرف آصف جلالی	20
43	توحید باری تعالیٰ	محمد اشرف آصف جلالی	20
44	قربانی صرف تین دن جائز ہے مع قربانی کے جانور	محمد اشرف آصف جلالی	
45	نماز تراویح 20 رکعت ملت ہے	محمد اشرف آصف جلالی	10
46	حضرت عمر کا علمی ذوق	محمد اشرف آصف جلالی	20
47	ظہور امام مہدی مع حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانی	محمد اشرف آصف جلالی	10
48	حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بحیثیت بانی فقہ	محمد اشرف آصف جلالی	20
49	تربیت اولاد	محمد اشرف آصف جلالی	30
50	رجمہ دالم سے نجات کا راستہ	محمد اشرف آصف جلالی	40
51	مسئلہ حاضر و ناظر	محمد اشرف آصف جلالی	40
52	إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (کا قرآنی مفہوم)	محمد اشرف آصف جلالی	40

هماری دیگر مطبوعات



نظامیہ کتاب گھر
 زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
 فون: 0301-4377868